

حصہ نظر

مکتب نگاری •

تلقیدی مضمون •

مختصر افسانہ •

یادیں •

آپ بیتی •

رپورتاژ •

انشائیہ •

طز و مزاج •

سفرنامہ •

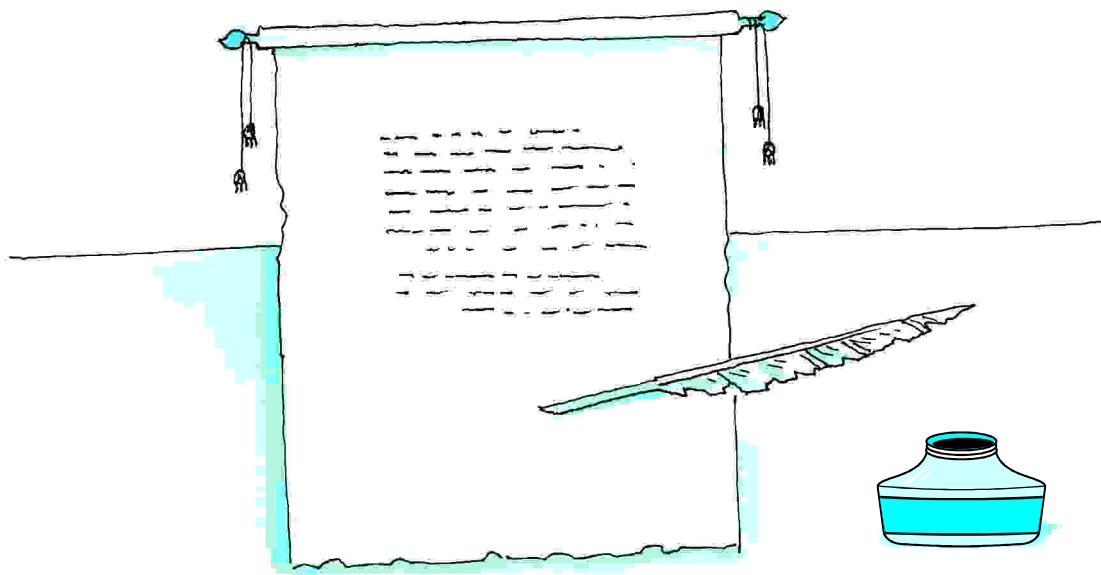
خاکہ •

مکتب نگاری

بعض ایں قلم نے مکتب نگاری کو ایک لطیف فن قرار دیا ہے۔ ایسے خطوط بڑی تعداد میں موجود ہیں جن میں اعلیٰ تخلیقی ادب کی شان پائی جاتی ہے۔

مکتب نگاری شخصی اظہار کی ایک شکل ہے۔ مکتب نگار کا مخاطب کوئی ایک شخص ہوتا ہے جب کہ ادب کی دوسری اصناف میں ایک ساتھ کئی لوگ مخاطب ہو سکتے ہیں۔ کچھ ادیبوں نے ایسے عمدہ خط لکھے ہیں کہ اب مکتب نگاری کو ایک ادبی صنف کا مرتبہ حاصل ہو چکا ہے۔ ایسے خطوط کا مطالعہ اس اعتبار سے اور بھی دل چسپ ہو جاتا ہے۔

مکتب نگار کا مخاطب کوئی ہو، اگر مکتب نگار کی تحریر میں کشش ہو تو خط ہر پڑھنے والے کے لیے دل چسپ ہو سکتا ہے۔ اپنے خطوط ادب پاروں کے طور پر پڑھنے جاتے ہیں۔ اردو نشری کی روایت میں غالب، شبلی، مہدی افادی، چودھری محمد علی روڈلوی، رشید احمد صدیقی، منتو، میرابی اور ابوالکلام آزاد وغیرہ کے خطوط نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔



مرزا غالب

1869 تا 1797



غالب نے نشرنگاری کا آغاز فارسی سے کیا۔ ان کی تین کتابیں ’بغ آہنگ‘، ’مهر نیروز‘ اور ’دستب‘ قابل ذکر ہیں۔ اردو میں بھی ان کے چار نشری رسالے ملتے ہیں۔ اس کے علاوہ انہوں نے مختلف کتابیوں پر دیباچے، تقریظیں اور کچھ متفرق تحریریں بھی لکھی تھیں۔ ان میں غالب کی نشر عام طور پر صاف اور سادہ ہے لیکن ان کا سب سے بڑا نشری کارنامہ ان کے خطوط ہیں۔ غالب نے اردو خطوط نگاری کو ایک نیاراست دکھایا۔ بقول حآلی:

”مرزا کی اردو خط و کتابت کا طریقہ فی الواقع سب سے ز والا ہے۔ نہ مرزا سے پہلے کسی نے خط و کتابت میں اختیار کیا اور نہ ان کے بعد کسی سے اس کی پوری پوری تقید ہو سکی۔“

غالب نے مراسلے کو مکالمہ بنادیا۔ ان کے اردو خطوط میں ان کی اپنی زندگی اور زمانے کے بہت دلچسپ نقشے سٹ آئے ہیں۔ خاص طور پر 1857 کے آس پاس کا ماحول غالب کے خطوط میں جس تفصیل کے ساتھ رونما ہوا ہے، اس کے پیش نظر، یہ خطوط ایک تاریخی مواد کی حیثیت بھی رکھتے ہیں۔ غالب کے اردو خطوط کے دو مجموعے ”عودہ ہندی“ اور ”اردوے محلے“ بہت مشہور ہوئے۔ غالب نے جو اسلوب اختیار کیا تھا اس کی نقل کسی سے بھی ممکن نہ ہو سکی۔ واقع نگاری، منظر نگاری اور جذبات نگاری کی غیر معمولی مثالیں ان کے خطوط میں بکھری ہوئی ہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ طنز و مزاح کا عنصر بھی غالب کی نشر میں ایک خاص حیثیت رکھتا ہے۔

مشی ہر گو پال تفتہ کے نام

صاحب!

تم جانتے ہو کہ یہ معاملہ کیا ہے اور کیا واقع ہوا؟ وہ ایک جنم تھا کہ جس میں ہم تم باہم دوست تھے اور طرح طرح کے ہم میں تم میں معاملات مہر و محبت درپیش آئے۔ شعر کہ، دیوان جمع کیے۔ اُسی زمانے میں ایک بزرگ تھے کہ وہ ہمارے تمہارے دوستِ دلی تھے اور مشی نبی بخش ان کا نام اور حقیرِ مخلص تھا۔ ناگاہ، نہ وہ زمانہ رہا، نہ وہ اشخاص، نہ وہ معاملات، نہ وہ اختلاط، نہ وہ انبساط، بعد چند مدت کے دوسرا جنم ہم کو ملا۔ اگرچہ صورت اس جنم کی بعینہ مثل پہلے جنم کے ہے، یعنی ایک خط میں نے مشی نبی بخش صاحب کو بھیجا، اُس کا جواب مجھ کو آیا اور ایک خط تمہارا کہ تم بھی موسمِ مشی ہر گو پال مخلص بہ تفتہ ہو، آج آیا اور میں جس شہر میں ہوں، اُس کا نام بھی دلی اور اُس محلے کا نام بھی ماروں کا محلہ ہے، لیکن ایک دوست اُس جنم کے دوستوں میں سے نہیں پایا جاتا۔ واللہ ڈھونڈنے کو مسلمان، اس شہر میں نہیں ملتا۔ کیا امیر، کیا غریب، کیا اہل حرف۔ اگر کچھ ہیں تو باہر کے ہیں۔ ہنود البتہ کچھ کچھ آباد ہو گئے ہیں۔

اب پوچھو کہ تو کیوں کر مسکنِ قدیم میں بیٹھا رہا۔ صاحب بندہ! میں حکیمِ محمد حسن خاں مرحوم کے مکان میں نو دس برس سے کرایے پر رہتا ہوں اور یہاں قریب کیا بلکہ دیوار بہ دیوار ہیں گھر عکیموں کے اور وہ نوکر ہیں راجہ نزدِ رنگھ بہادر والی پٹیالہ کے۔ راجانے صاحبانِ عالی شان سے عہد لے لیا تھا کہ بروقتِ غارتِ دہلی، یہ لوگ نجح رہیں۔ چنانچہ بعدِ فتح، راجا کے سپاہی یہاں آبیٹھے اور یہ کوچہ محفوظ رہا ورنہ میں اور یہ شہر کہاں؟ مبالغہ نہ جانا، امیر غریب سب نکل گئے۔ جورہ گئے تھے، وہ نکالے گئے۔ جا گیردار، پنڈن دار، دولت مند، اہل حرف، کوئی بھی نہیں ہے۔ مفصل حال لکھتے ہوئے ڈرتا ہوں۔ ملازمان قلعہ پر شدت ہے۔ اور باز پُرس اور داروگیر میں بتلا ہیں، مگر وہ نوکر جو اس ہنگام میں نوکر ہوئے ہیں اور ہنگامے میں شریک رہے ہیں۔ میں غریب شاعر دس دس برس سے لکھنے اور شعر کی اصلاح دینے پر متعلق ہو ہوں، خواہی اُس کو نوکری سمجھو، خواہی مزدوری جانو۔ اس فتنہ و آشوب میں کسی مصلحت میں، میں نے دخل نہیں دیا۔ صرف اشعار کی خدمت بجالاتا رہا اور نظر اپنی بے گناہی پر، شہر سے نکل گیا۔ میرا شہر میں ہونا

حکام کو معلوم ہے، مگر چوں کہ میری طرف بادشاہی دفتر میں سے یا محروم کے بیان سے کوئی بات پائی نہیں گئی، لہذا طلبی نہیں ہوئی۔ ورنہ جہاں بڑے بڑے جاگیر دار بلائے ہوئے یا کپڑے ہوئے آئے ہیں، میری کیا حقیقت تھی۔ غرض کہ اپنے مکان میں بیٹھا ہوں، دروازے سے باہر نہیں نکل سکتا۔ سوار ہونا اور کہیں جانا تو بہت بڑی بات ہے۔ رہایہ کہ کوئی میرے پاس آؤے، شہر میں ہے کون جو آؤے؟ گھر کے گھر بے چاغ پڑے ہیں۔ مجرم سیاست پاتے جاتے ہیں۔ جرنیلی بندوبست یا زدہم میں سے آج تک، یعنی شنبہ چشم دسمبر ۱۸۵۷ء تک بدستور ہے۔ کچھ نیک و بد کا حال مجھ کو نہیں معلوم بلکہ ہنوز ایسے امور کی طرف حکام کو توجہ بھی نہیں۔ دیکھیے انجام کا رکیا ہوتا ہے۔ یہاں باہر سے اندر کوئی بغیر نکلت کے آنے جانے نہیں پاتا۔ تم زندہ ریہاں کا ارادہ نہ کرنا۔ ابھی دیکھا چاہیے، مسلمانوں کی آبادی کا حکم ہوتا ہے یا نہیں۔ بہر حال، مشی صاحب کو میر اسلام کہنا اور یہ خط دکھا دینا۔ اس وقت تمھارا خط پہنچا اور اسی وقت میں نے یہ خط لکھ کر ڈاک کے ہر کارے کو دیا۔

شنہبہ ۵ دسمبر ۱۸۵۷ء

(غالب)

مشق

لفظ و معنی

نگاہ	:	کیک ہے کیک، اچانک
اختلاط	:	میل ملاپ
انبساط	:	خوشی
بعینہ	:	ہوبہ ہو، بالکل
موسوم	:	نام سے پکارا جانے والا

والہ	:	خدا کی قسم
اہلِ حرفا	:	مختلف پیشوں سے متعلق لوگ
مسکن	:	رہنے کی جگہ، گھر
صاحبِ عالی شان	:	مراد انگریز حکام
غارت	:	لوٹ، تباہی و بربادی
کوچہ	:	گلی
مبالغہ جانا	:	واقعے کے خلاف سمجھنا، غلط جانا
شدّت	:	سختی
بازپرس	:	پوچھ پچھ
ہنگام دار و گیر	:	وقت، زمان، پکڑ دھکڑ
ہنگامہ	:	شورش، فتنہ و فساد
خواہی	:	چاہے
آشوب	:	ہنگامہ، فتنہ و فساد
مصلحت	:	مشورہ
خبر	:	خبر دینے والا، خفیہ رپورٹ دینے والا
سیاست پانا	:	سزا پانا
جرنیلی بندوبست	:	فوجی انتظام
ٹکٹ	:	اجازت نامہ
زنهار	:	ہرگز

غور کرنے والے بات

- انگریزوں کے خلاف 1857 کی بغاوت کی ابتداء میں اس کے زمانے میں اور اس کے ختم ہونے کے بعد، دہلی والے جن تکلیف دہ اور مایوس کن حالات سے دوچار ہوئے، غالب نے اس خط میں نہایت پرا شر انداز میں ان کا نقشہ کھینچا ہے۔ اس قسم کے واقعات انسان کی شخصی اور سماجی زندگی کا تانا بانا بری طرح سے بکھیر دیتے ہیں۔ اس خط سے اس کا بہ خوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔
- اس خط کو غور سے پڑھا جائے تو یہ بات بھی سمجھی جاسکتی ہے کہ غالب کے خطوط صرف ان کی ذاتی زندگی ہی کی عکاسی نہیں کرتے، ان کے زمانے کے سماجی ماحول اور سیاسی حالات کے بارے میں بھی نہایت کارآمد معلومات فراہم کرتے ہیں۔

سوالات

1. ”دوسرے جنم ہم کو ملا“، اس سے غالب کی کیا مراد ہے؟
2. ”مفصل حال لکھتے ہوئے ڈرتا ہوں“، غالب نے یہ بات کیوں لکھی ہے؟
3. ”اس فتنہ و آشوب میں میں نے کسی مصلحت میں دخل نہیں دیا“، سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟
4. ”گھر کے گھر بے چراغ پڑے ہیں“، اس کا کیا مطلب ہے؟
5. ” مجرم سیاست پاتے جاتے ہیں“، غالب نے اس جملے میں کیا کہنا چاہا ہے؟

عملی کام

- اس خط کی روشنی میں غالب کے زمانے پر ایک نوٹ لکھیے۔

مشی نبی بخش حقیر کے نام

بھائی صاحب کا عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کا ہاتھر سے کوں آ جانا ہم کو معلوم ہو گیا تھا۔ ہمارا ایک وقاری نگار اُس ضلعے میں رہتا ہے۔ حق تعالیٰ اُس کو جیتا رکھے۔

گرمی کا حال کیا پوچھتے ہو، اس ساٹھ برس میں یہ لو اور یہ دھوپ اور یہ تپش نہیں دیکھی۔ چھٹی ساتویں رمضان کو مینہ خوب برسا۔ ایسا یعنی، جیڑھ کے مہینے میں بھی کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اب مینہ گھل گیا ہے۔ اب کھرا رہتا ہے۔ ہوا اگر چلتی ہے تو گرم نہیں ہوتی اور اگر رُک جاتی ہے تو قیامت آتی ہے۔ دھوپ بہت تیز ہے۔ روزہ رکھتا ہوں مگر روزے کو بہلائے رہتا ہوں، کبھی پانی پی لیا، کبھی ٹھہر پی لیا، کبھی کوئی نکلا روتی کا کھالیا۔ یہاں کے لوگ عجب فہم اور طرفہ روشن رکھتے ہیں۔ میں تو روزہ بہلاتا رہتا ہوں اور یہ صاحب فرماتے ہیں کہ تو روزہ نہیں رکھتا۔ نہیں سمجھتے کہ روزہ نہ رکھنا اور چیز ہے اور روزہ بہلانا اور بات ہے۔

جس پور کا حال آپ کو مشی صاحب کے اظہار سے یا ان کے نام کے خطوط دیکھ کر معلوم ہو گیا ہے۔ مکر کیوں لکھوں۔ خیر غنیمت ہے۔ یہ کیا فرض تھا کہ ہم جو چاہتے تھے، وہی ہوتا۔

ہاں بھائی پرسوں کسی شخص نے مجھ سے ذکر کیا کہ ”اردو اخبار“، دہلی میں تھا کہ ہاتھر میں بلوہ ہوا اور محیستریٹ زخمی ہو گیا۔ آج میں نے ایک دوست کے ہاں سے اس اخبار کا دو ورقا منگا کر دیکھا۔ واقعی اس میں مندرج تھا کہ راہیں چوڑی کرنے پر اور حویلیاں اور دوکانیں ڈھانے پر بلوہ ہوا اور رعایا نے پتھر مارے اور محیستریٹ زخمی ہوا۔ جیران ہوں کہ اگر یوں تھا تو صاحب وہاں سے چلا کیوں نہ آیا۔ اور اگر حاکم نہیں آیا تو آپ کیوں کر تشریف لائے۔ ہوس ناکا نہ خواہش ہے کہ آپ اس حال کو مفصل لکھیے۔

(غالب)

مشن

لفظ و معنی

واقعہ نو میں، خبریں دینے والا	:	وقائع نگار
گرمی	:	تپش
سمجھ	:	فهم
انوکھا	:	طرفہ
دوسروں والا	:	دوورقا
ہوس سے بھرا ہوا، مراد بے تابی سے	:	ہوس ناکانہ

غور کرنے کی بات

- ہاتھریں کے فساد کی خبر سے غالب کو جو تشویش ہوئی اس کا اظہار انہوں نے اس خط میں کیا ہے۔
- یہ فسادر استوں کو چوڑا کرنے اور حولیوں کو ڈھانے کے سبب رونما ہوا تھا۔
- اس خط میں گرمی کے مہینے میں روزے کی کیفیات کا ذکر کیا گیا ہے۔

سوالات

- .1. غالب نے کن لفظوں میں گرمی کی شدت کا ذکر کیا ہے؟
- .2. غالب کی مکتب نویسی کی خصوصیات واضح کیجیے۔
- .3. ہاتھریں میں فساد کا سبب کیا تھا؟

عملی کام

- آپ پر گرمی کا موسم کیا اثر ڈالتا ہے۔ ان کیفیات کو اپنے لفظوں میں لکھیے۔